يَوۡمَ نَدۡعُواْ كُلَّ أُنَاسِۭ بِإِمَـٰمِهِمۡۖ فَمَنۡ أُوتِىَ كِتَـٰبَهُ ۥ بِيَمِينِهِۦ فَأُوْلَـٰٓٮِٕكَ يَقۡرَءُونَ كِتَـٰبَهُمۡ وَلَا يُظۡلَمُونَ فَتِيلاً

Ingatlah hari Kami menyeru tiap-tiap kumpulan manusia dengan nama Imamnya, kemudian sesiapa diberikan Kitabnya di tangan kanannya maka mereka itu akan membacanya dengan sukacita dan mereka tidak akan dizalimi sedikitpun.

# شيخ المشائخ خواجه خواجگان ڤير ڤيران

# حضرات مولانا خواجه خان محمد

# صاحب خانقاه سراجيه رحمه الله تعالى

## SYAIKH AL-MASYAIKH KHWAJAH KHWAJAGAN PIR PIRAN HADHRAT MAULANA KHWAJAH KHAN MUHAMMAD SAHIB KHANQAH SIRAJIYYAH RAHIMAHULLAH

**( Urdu / أردو )**

تربيتن دان إيدارن:

خزانه نقشبنديه

نقشبندي آكادمي قرأن سنة حديث

مركزي خانقاه خليليه نقشبنديه مجدديه

سلايڠ سلاغور دارالإحسان

1433/2012

# حضرات مولانا خواجہ خان محمد







یہ دور قحط الرجال کا دور ہے اور بقول معروف دانشور ب اشفاق احمد مرحوم کے یہ تو ڈنگر ڈھوروں کا دور ہے، انسان ہونے بند ہو گئے ہیں، ایسے حرماں نصیب دور میں شرف نیت سے ممتاز، علم و عمل کے شہسوار، ہزاروں لاکھوں کی ت و رہنمائی کا باعث بننے والے رہبر و استاذ، تزکیۂ نفس سے ح کو اجالنے اور نمونۂ اخلاق و اعمال سے زندگیوں میں تغیر نے والے مخلص و بے ریا بندگان خدا کا اس بے ثبات دنیا سے ت سفر باندھ کر عالم بقاء (ابدی راحتوں کے مسکن) منتقل ہو یقیناً اہل دل کیلئے بہت بڑا سانحہ ہے۔ کرۂ ارضی کو جن پاکیزہ ں کی بدولت بے شمار عذابوں سے محفوظ بنا دیا جاتا ہے، جن وجود کی برکت سے خوشنما ماحول بنتے ہیں اور جن کی مستجاب ؤں کے طفیل آسمانوں پر رحم و کرم کے فیصلے باقی رکھے جاتے ، جو فـذکـرونـی اذکـرکـم کا عملی مصداق بنتے ہیں۔ وں نے ویرانوں میں پھول کھلائے، جھلستے رہگزاروں کو نانوں میں تبدیل کیا جو رب بے نیاز کے بندۂ بے نیاز بن جیئے، جن کے علم، حلم، کرم کی گواہیاں بے شمار ہوں ایسی ن گر شخصیات کا دنیا سے اٹھ جانا قرب قیامت کا اعلان ہی تو ہے۔

5 مئی 2010ء بروز بدھ کو ایسی ہی ایک جہاں تاب شخصیت خانقاہ سراجیہ کے مسند نشین شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم فنا سے عالم بقا کو تشریف لے گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

اپریل 2010ء کے آخری عشرے کی بات ہے جب اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ خانقاہ سراجیہ کے مسند نشین یادگار اسلاف حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب کو شدید علالت

## سید محمد معاویہ بخاری

کے باعث ملتان کے ایک نجی ہسپتال (سیال ہسپتال) میں داخل کرا دیا گیا ہے۔ حضرت کی علالت کے بارے میں بتایا گیا تھا گزشتہ تین ماہ سے بیمار ہیں اور انہیں یرقان کا عرضہ لاحق ہے۔ مرض کی شدت میں اضافہ کے سبب انہیں انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں رکھا گیا تھا۔ راقم اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ حضرت کی زیارت کیلئے ہسپتال حاضر ہوتا رہا لیکن کیونکہ معالج حضرات نے ملاقات کی اجازت نہیں دے رکھی تھی۔ اس لئے محض دور سے چہرۂ مبارک دیکھ کر دعائے صحت کر کے واپسی ہو جاتی۔ 2 اور 3 مئی کو چند قریبی احباب نے بتایا تھا کہ حضرت کی صحت پہلے سے قدرے بہتر ہے جبکہ 4 مئی کو اطلاعات یہ تھیں کہ حضرت نے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد معقول ٹھوس غذا بھی لی تھی ورنہ ادویات اور مشروبات پر ہی اکتفا کیا جا رہا تھا۔ 5 مئی کی یہ اطلاع اپنی جگہ خوش آئند تھی کہ شدید نقاہت کے باوجود حضرت کی طبیعت نسبتاً ٹھیک ہے لیکن پھر نماز مغرب کے بعد اچانک ہی حضرت مولانا کے انتقال کی خبر آ گئی۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

بھیرہ سے ہمارے مہربان مولانا عزیز الرحمٰن خورشید کا فون آیا تھا اور وہ اس حادثۂ فاجعہ کی تصدیق کرنا چاہتے مگر اس وقت تک میں بھی انہی کی طرح اس حادثہ سے لاعلم ہی تھا اس لئے فوراً ہسپتال کا رخ کیا اور وہاں پہنچ کر دیکھا کہ حضرت جسد خاکی کو ہسپتال کے کمرے سے ایمبولینس میں منتقل کیا جا رہا تھا۔ برادر محترم سید محمد کفیل بخاری صاحب، اور برادر عزیز حافظ مولوی سید عطاء المنان بخاری سلمہ سے وہاں ملاقات ہوئی جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ کے پاس غم و اندوہ کی تصویر بنے کھڑے تھے۔

ایمبولینس کے شیشہ سے حضرت کا نورانی چہرہ صاف نظر آ رہا تھا اور لوگ اپنے مرشد و رہنما کے چہرے کی ایک آخری جھلک دیکھنے کیلئے دیوانہ وار لپک رہے تھے۔ اس صورتحال کو بھانپتے ہوئے فوری طور پر فیصلہ کیا گیا کہ ایمبولینس کو جلد سے جلد وہاں سے روانہ کیا جائے، بصورت دیگر بے پناہ رش کی وجہ سے کئی مشکلات پیدا ہو سکتی تھیں۔ ذرائع ابلاغ پر حضرت کے سانحۂ وفات کی خبر نشر ہونے کے بعد لوگ ہسپتال کا رخ ہی کر رہے تھے اور جہاں ہسپتال واقع ہے اس روڈ پر سینکڑوں لوگوں کے اجتماع کی گنجائش بالکل بھی نہیں تھی۔ چنانچہ ایمبولینس کو فوری طور پر روانہ کر دیا گیا اور مشتاقان آخری دیدار سے معذرت کرتے ہوئے انہیں جنازہ میں شرکت کیلئے خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف پہنچنے کی تلقین کی گئی۔ جنازہ کیلئے 6 مئی بروز جمعرات تین بجے سہ پہر کا وقت بتایا گیا، اس اطلاع کے بعد تمام عقیدت مند کندیاں شریف کی جانب روانہ ہو گئے۔ ملک بھر سے دن رات کی تمیز کئے بغیر قافلے چل رہے تھے، بزرگ اور نوجوان فاصلوں کی طوالت خاطر میں لائے بغیر محض اللہ کے ایک برگزیدہ بندے کے جنازہ میں شرکت کیلئے عازم سفر تھے۔ دوپہر دو بجے تک جامع مسجد کے قریب وسیع و عریض میدان میں انسانوں کا ایک سمندر جمع ہو چکا تھا۔ سخت گرم موسم کے باوجود لوگ خانقاہ سراجیہ پہنچ رہے تھے۔ قطاریں بنائی جا رہی تھیں، صفوں کو درست کرنے اور نظم و ضبط بحال رکھنے کے اعلانات سپیکر سے کیے جا رہے تھے، عقیدت مند دیوانوں فرزانوں پر مشتمل لاکھوں کے اجتماع کا ایک ایسا روح پرور منظر تھا جس کی کیفیات بیان کرنا ممکن نہیں۔ یہ سب لوگ ایک ایسی شخصیت کی محبت و عقیدت میں جمع تھے جس سے ان کی کوئی رشتہ داری نہ تھی، سرکاری درباری رسوخ اور ذاتی مفادات پر مبنی تعلقات کے

# حضرات مولانا خواجہ خان محمد

ں ''حِبی فی اللہ'' کا تعلق کتنا گہرا ہوسکتا ہے؟ اس کا اندازہ
مرد درویش، فقیر منش، فنا فی اللہ اور وقت کی قطب شخصیت کی
ں میں روتے بلکتے انسانوں کے جمِ غفیر کو دیکھ کر
ں لگایا جاسکتا تھا۔ حضرت مولانا خان محمد ؒ کی
جنازہ آپ کے صاحبزادہ مولانا خلیل احمد صاحب
پڑھائی اور آپ کو خانقاہ سے ملحق آبائی تاریخی
ان ان کے مرشد اول حضرت مولانا احمد خان
ب ؒ اور مرشد ثانی حضرت مولانا عبداللہ
ب ؒ کے قرب میں میں سپرد خاک کردیا
۔ رحمہ اللّٰہ رحمۃ واسعۃ

## انقاہ سراجیہ کا قیام اور اس کا پس منظر

برصغیر پاک و ہند وہ خوش نصیب خطۂ ارضی
جہاں اللہ عزوجل کی محبوب شخصیات نے جنم لیا اور
ں وللّٰہیت کے پیکران اولیاء اللہ نے اپنے اطراف میں
ں کفر وشرک کی اندوہناک تاریکیوں میں ہدایت ومعرفت
چراغ روشن کئے، وہ ظلمت کدۂ دھر جہاں مٹی کے بھگوان
ے جاتے تھے۔ گاؤماتا کالی دیوی، سانپ دیوتا برگد کے
ڑں اور سورج چاند ستاروں کی پرستش کی جاتی تھی، اللہ کے
ندوں نے اپنی مخلصانہ ومجاہدانہ جدوجہد اور اپنے بے مثال
ق وکردار سے لوگوں کے قلوب واذہان بدل ڈالے، انہیں
وشرک اور بدعات ورسومات کے اندھیروں سے نکال کر
پروردگار عالم، بزرگ وبرتر ''اللہ'' رب العزت کی معرفت
روشناس کرا دیا، نیم پختہ کچی کٹیاؤں میں بنی خانقاہوں،
ں اور مساجد سے دین اسلام کی ضیاء پاش کرنیں یوں پھیلیں
لمت کدوں کے مجاور حیران وششدر رہ گئے۔
ب وماہتاب شخصیات کا ایک سلسلۃ الذہب جس
نے والے زمانے کا دور بین تجزیہ کرکے اپنی بے
، دینی محنت کا آغاز کیا تھا۔ تاریخ یہی بتاتی ہے کہ
حنت کے ثمرات کروڑوں اربوں انسانوں تک
، ہدایت عام ہوئی، اللہ کا نام، اللہ کا دین، نبی اکرم
ﷺ کی سنتیں آپ کی عفت وعصمت کا تحفظ، ختم
ت پر ایمان ویقین راسخ اور فداکاران رسول ﷺ
ات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عزت و
ت ان کی محبت وخدمات کا پرچار ہوا اور امت
ہ کیلئے اپنی کھوئی ہوئی پہچان برقرار رکھنے اور
ت رفتہ کی واپسی کے امکانات کسی حد تک روشن
ئے۔ خانقاہی نظام نے چار صدیوں کی مشقت اور صبر آزما
جہد سے ایک ایسا ماحول پیدا کردیا تھا کہ جس میں تحریک
د احیاء دین کو قوت ووسعت نصیب ہوئی۔ حضرت مجدد الف
ؒ نے اس خانقاہی نظام کی تجدید نو جن مستحکم بنیادوں پر
ں یہ اسی کے برگ وبار تھے کہ دیوی بن (دیوبند) جیسے کفر
ہ میں احیاء علوم اسلامیہ کیلئے انار کے ایک درخت کے سایہ

تلے پہلا مدرسہ قائم ہوا جو آج ''دارالعلوم دیوبند'' کے نام سے کرۂ ارض پر جگمگا رہا ہے۔ ایک طرف علوم دینیہ کی ترویج کیلئے کی


خانقاہ سراجیہ کی پُرشکوہ جامعہ مسجد

گئی یہ بیش بہا کوشش اللہ کے فضل وکرم اور علماء دین کی بے مثال مخلصانہ جدوجہد سے بار آور ہو رہی تھی تو دوسری طرف خانقاہی نظام میں بھی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی مساعیات جمیلہ کے طفیل انقلابی تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں، جمود اور یبوست کی دبیز پرتیں دل ودماغ سے پگھلنے میں گو کہ سو برس سے بھی زائد کا عرصہ لگا لیکن بہرحال خانقاہی نظام جو عیسائی رہبانیت اور ہندو پُروھت پرستی کی راہ چل نکلا تھا۔ حضرت مجدد صاحب ؒ کی محنت وجدوجہد سے لگنے والی ضرب یداللّٰہی نے اسے پھر جادۂ مستقیم پر گامزن کردیا تھا اور خانقاہیں پھر سے ان اسلاف کی ڈگر پر چل نکلیں تھیں جسے اسوۂ رسول ﷺ کا منہاج قرار دیا جاتا ہے اور جو قرآن کے حکم، تعلیم کتاب وحکمت اور تزکیۂ نفس پر مبنی


خانقاہ سراجیہ کا اندرونی منظر

ہیں، اس حسین علمی وروحانی تعلیم وتربیت کے اشتراک سے وہ جماعت مخلصین تیار ہو رہی تھی جسے بعد ازاں فرنگی سامراج کے ہمہ جہتی تباہ کن نظام کی راہ میں بنیان مرصوص بن کر ایستادہ ہونے کے ساتھ ساتھ متعصب ہندو کی دسیسہ کاریوں سے بھی نبرد آزما ہونا تھا۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے قافلۂ حریت کے ارکان میں سے ہی ایک فرد جلیل نے مجددی

نسبت کا سلسلہ مستحکم کرنے کیلئے دہلی میں خانقاہ مظہریہ قائم کی تھی اور پھر اسی کی ایک شاخ ''خانقاہ احمدیہ موسیٰ زئی شریف'' ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں پہنچی اس کے بعد خانقاہ احمدیہ موسیٰ زئی شریف کے تیسرے سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد سراج الدین ؒ کے خلیفۂ اجل حضرت مولانا ابوالسعد احمد خاں ؒ نے اپنے شیخ حضرت خواجہ محمد سراج الدین ؒ کی یاد میں میانوالی کے مضافات میں اپنے آبائی ''علاقہ ورقبہ'' پر خانقاہ سراجیہ قائم کی۔ خانقاہ سراجیہ سے منسلک گھرانے کے ایک معتبر فرد جناب حافظ حبیب اللہ چیمہ صاحب جن کے والد گرامی حضرت حافظ حکیم عبدالرشید چیمہ رحمہ اللہ، (مدفون مدینہ منورہ) جو حضرت مولانا خان محمد صاحب کے خلفاء میں سے تھے، کے بیان کے مطابق خانقاہ سراجیہ کی تعمیر 1920ء سے پہلے شروع ہوئی تھی۔ حضرت مولانا احمد خاں ؒ اپنے علاقہ کے بہت بڑے زمیندار تھے لیکن دنیوی ثروت رکھنے کے باوجود فقیرانہ مزاج پایا تھا، دینی تعلیم کے حصول کا بے انتہا شوق اور خانقاہی نظام سے وابستہ ہونے کی تڑپ تھی۔ چنانچہ اسی شوق وتڑپ کی تکمیل کیلئے نہ صرف دینی تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد خانقاہ احمدیہ موسیٰ زئی شریف میں پہلے حضرت خواجہ محمد عثمان ؒ اور پھر ان کے جانشین وفرزند حضرت خواجہ محمد سراج الدین ؒ سے روحانی فیض وتربیت حاصل کی اور تمام مشکل مراحل اور تکالیف کو انتہائی درجہ صبر واستقامت کے ساتھ برداشت کرکے عنداللہ وعندالناس اعلیٰ مقام ومراتب حاصل کئے۔ یہ اسی فیض وتربیت کا نتیجہ تھا کہ مولانا احمد خاں ؒ نے متوسلین خانقاہ سراجیہ ''طالبان حق'' کو خوب خوب فیض بہم پہنچایا ان کی تعلیم وتربیت اور تزکیہ کے مراحل طے کرانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ جلد ہی خانقاہ سراجیہ اور حضرت مولانا احمد خاں کے فیض وتربیت کا شہرہ برصغیر کے اطراف واکناف تک پھیلنے لگا۔ اس وقت کے اکابر علماء اور دارالعلوم دیوبند کے مشائخ خانقاہ سراجیہ تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت مولانا احمد خان صاحب ؒ نے اپنی حیات سعید میں ہی اپنے تربیت یافتہ 31 بزرگ حضرات کو خلافت عطا فرمادی تھی۔ آپ کا انتقال 1941ء میں ہوا اور آپ کی رحلت کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق ہی فہرست خلفاء میں سے حضرت مولانا عبداللہ ؒ کو جانشین مسند خانقاہ سراجیہ مقرر کیا گیا۔

حضرت مولانا عبداللہ ؒ ایک عالم باعمل اور تزکیۂ نفس کے خانقاہی نظام سے مصفا ہوکر نکلنے والی شخصیت تھے چنانچہ انہوں نے بھی اپنے شیخ حضرت مولانا احمد خاں ؒ کے

ندم پر چلتے ہوئے خانقاہ سراجیہ کی روشن روایات کو پروان یا اور دین اسلام کی تعلیم وتبلیغ کیلئے اپنے آپ کو وقف کیے مذکورہ دونوں شخصیات کے خلوص وللّٰہیت کے طفیل نقاہ سراجیہ کی شہرت برصغیر کی حدود سے نکل کر دنیا بھر پھیلنے لگی اور حلقۂ خانقاہ سراجیہ میں شامل ہونے لوگ ایک تسبیح کی طرح باہم جڑے ہوئے یک فکر ۔

## حضرت خواجہ خان محمد ؒ کی ولادت اور خانقاہ سراجیہ سے تعلق

برادر محترم جناب عبداللطیف خالد چیمہ صاحب م حافظ حبیب اللہ چیمہ صاحب کی بیان کردہ مصدقہ ت کے مطابق حضرت مولانا خواجہ خان محمد ؒ کے شناختی اور دیگر دستاویزات پر درج تاریخ پیدائش 1920ء ہے ک اور روایت کے مطابق جو کہ حضرت ؒ کے فرزندان ں سے منقول ہے کہ حضرت خواجہ خان محمد صاحب ؒ کی پیدائش 1920ء سے پہلے کی ہے۔ تاہم سال، مہینہ اور تعین اس لئے ممکن نہیں کہ اس سلسلہ میں کبھی تصدیق کا ہی نہیں آیا لیکن اس بات کا تعین کسی حد تک بہرحال کیا ہے کہ حضرت ؒ کی ولادت 1915ء سے 1916ء رمیان کسی ماہ میں ہوئی تھی اور یہ بات زیادہ قرین حقیقت لئے بھی معلوم ہوتی ہے کہ خانقاہ سراجیہ کی تعمیر بھی 1920ء پہلے ہی شروع ہوگئی تھی اور بانی خانقاہ حضرت مولانا احمد خاں ب ؒ نے اپنے قریبی عزیز اور مرید خاص خواجہ محمد عمر سے ان کے تین بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو اپنے لئے لیا تھا جس پر خواجہ محمد عمر ؒ نے اپنے تینوں بیٹے مرشد ں حضرت مولانا احمد خاں صاحب ؒ کی خدمت میں ردیئے تھے۔ حضرت مولانا احمد خاں صاحب قدس سرہٗ ن میں سے ''حضرت خواجہ خان محمد'' کو منتخب کر کے اپنے یہ ان کی تعلیم وتربیت کا اہتمام شروع فرما دیا تھا۔ مذکورہ ایت کے مندرجات کو ملحوظ رکھا جائے تو کسی حد تک یہ رنا آسان ہو جاتا ہے کہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد ب ؒ کا سن ولادت کیا ہے؟ کیونکہ خانقاہ سراجیہ کی 1920ء سے پہلے شروع ہوئی تھی اور جب اس کے تی مراحل طے ہوئے تو 1921ء کا زمانہ شروع ہو چکا تھا ں وقت حضرت خواجہ خان محمد صاحب ؒ کی عمر 5 سے ں کے درمیان تھی اور یہی وہ عرصہ تھا جب وہ حضرت احمد خاں صاحب ؒ کے سایہ عاطفت میں آ گئے تھے۔ ہ تعالیٰ اعلم)

حضرت مولانا خان محمد صاحب ؒ بچپن سے ہی سنجیدہ، بردبار، صلح جو، عافیت پسند، خاموش طبع اور عمیق ر جیسی امتیازی خصوصیات سے متصف تھے۔ حضرت ؒ کے بچپن اور نوجوانی کے حوالہ سے دستیاب مصدقہ روایات ثابت کرتی ہیں کہ مذکورہ بالا خصوصیات حضرت کو فطرتاً ودیعت ہوئی



تھیں چنانچہ مرشد واستاذ حضرت احمد خان صاحب ؒ کی نظر دور بین نے سعادت ونجابت کی انہی خصوصیات کی بدولت ہی آپ کا انتخاب کیا اور تعلیم وتربیت اپنے ذمہ لے لی تھی۔

حضرت خواجہ خان محمد ؒ کا تعلیمی انہماک، تربیت پر عمل اور عبور جیسے اوصاف جلد ہی انہیں اپنے ہم عصروں سے بہت آگے لے گئے۔ اس وقت غیر منقسم برصغیر میں تعلیم دین کی دو سب سے بڑی یونیورسٹیاں موجود تھیں۔ اول: دارالعلوم دیوبند اور دوم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل۔ حضرت خواجہ صاحب ؒ کی خوش قسمتی دیکھئے کہ انہیں علوم اسلامیہ کی دونوں ہی یونیورسٹیوں سے اکتساب علم کا بھرپور موقع ملا اور اپنے وقت کے عظیم الشان وجلیل القدر، جبال علوم اساتذہ سے براہ راست علمی و روحانی استفادہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی اور سلسلہ تعلیم مکمل ہوتے ہی آپ حضرت مولانا احمد خاں صاحب ؒ کے پاس خانقاہ سراجیہ واپس تشریف لے آئے اور روحانی سلسلہ کے مدارج طے کرنے کے ساتھ ساتھ خانقاہ سراجیہ میں قائم مدرسہ سعدیہ میں بحکم مرشد



تدریسی خدمات بھی سرانجام دینے لگے۔ اس کے ساتھ خانقاہی امور کی انجام دہی بھی آپ ہی کے ذمہ تھی۔ حضرت مولانا احمد خان صاحب ؒ کو حضرت خواجہ خان محمد ؒ پر اس قدر اعتماد تھا کہ حضرت کی خانگی ضروریات کا اہتمام بھی آپ ہی کیا کرتے تھے۔ قران السعدین کا عالم یہ تھا کہ ایک طرف حضرت مولانا احمد خاں صاحب ؒ کی نظر عنایت بھرپور توجہات کے ساتھ ملتفت تھی تو دوسری طرف حضرت مولانا عبداللہ ؒ بھی آپ کو ہمیشہ سفر وحضر میں اپنے ساتھ رکھتے اور اپنے شیخ حضرت مولانا احمد خاں صاحب ؒ کی سونپی گئی ذمہ داریوں کو بتدریج وبہ طریق احسن آپ کو منتقل کرتے رہے۔ خالص سونا کسوٹی پر اپنی چمک دکھلانے لگا تھا۔ علم وعمل، تعلیم وتزکیہ اور پھر فطری خداداد صلاحیت کے سبب حضرت مولانا خواجہ خان محمد ؒ اس کمال تک بھی پہنچ گئے جو ہر کسی کا نصیب نہیں ہوتا مگر وسعت ظرف کا یہ عالم تھا کہ علم وحکمت کے سمندر پی کر بھی طلاطم کے آثار دکھائی نہیں دیتے تھے، سادگی، سنجیدگی اور متانت کا دامن انتہائی وسیع اور قابل رشک تھا یہی وجہ تھی کہ حضرت مولانا عبداللہ ؒ اپنے جانشین سے انتہائی خوش اور مطمئن تھے کہ خانقاہ سراجیہ کی مسند کیلئے ایک جوہر قابل تیار ہو چکا تھا۔ 1956ء میں حضرت مولانا عبداللہ ؒ بھی اس دارِ فانی سے دارالبقاء کو تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ خان محمد صاحب ؒ کو بالاتفاق آپ کا جانشین مقرر کر دیا گیا۔

## خانقاہ سراجیہ کی ہمہ جہت ترقی کیلئے خدمات

حضرت مولانا خان محمد ؒ عام و خاص کی محبوب شخصیت تھے۔ وہ ایک ایسا شفیق ومہربان سائبان تھے جس کے سائے تلے ہر مکتب فکر کے افراد سکون واطمینان محسوس کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مختلف الخیال باہمی لوگ نظریاتی اختلافات کے باوجود حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے اور بقدر ظرف و استطاعت فیض حاصل کرتے، حضرت ؒ انتہائی کم گو اور محتاط طبیعت کے باوجود علاقائی اور ملکی سطح پر ہونے والی مذہبی وسیاسی سرگرمیوں سے لاعلم ہرگز نہ تھے۔ عہد حاضر کی جدید اصطلاح ''سوشل کنٹریکٹ'' کے تناظر میں بھی دیکھا جائے تو ایک خانقاہی مزاج رکھنے والی شخصیت کے عامۃ الناس سے اس قدر گہرے روابط پر تعجب ہوتا ہے۔ حضرت ؒ انتہائی خندہ پیشانی سے تمام امور کی نہ صرف ادائیگی فرماتے بلکہ خانقاہ سراجیہ کی تعمیر وترقی، مدرسہ سعدیہ کے نظم ونسق، طلباء وسائلین خانقاہ کے علاوہ علاقہ بھر کی خبرگیری کرتے۔ جہاں تک ممکن ہوسکتا اپنا کردار بھرپور انداز میں ادا کرتے۔ آپ کی انہی توجہات کے باعث خلق خدا میں آپ کو بے انتہا محبوبیت ومقبولیت حاصل ہوئی۔ 1956ء میں حضرت مولانا عبداللہ ؒ کی وفات کے بعد جب آپ مسند نشین خانقاہ ہوئے تو اس وقت خانقاہ سراجیہ ایک بے آب وگیاہ علاقہ میں قائم شدہ واحد نشان عظمت تھی۔ چاروں اطراف میں کئی میل تک آبادی کا نام ونشان تک نہیں تھا۔ تاہم خانقاہ سراجیہ اور مدرسہ سعدیہ جو حضرت مولانا ابوسعد احمد خان صاحب ؒ کی علمی و روحانی خدمات وتوجہات کے سبب برصغیر کے علمی وروحانی حلقوں میں اپنی حیثیت منوا چکے تھے۔ حضرت مولانا خان محمد ؒ نے اس باغیچۂ علم وحکمت کی خوب خوب آبیاری کی، حضرت مولانا احمد خاں صاحب ؒ نے

تیات میں ہی خانقاہ کے ساتھ ساتھ ایک عظیم الشان
ی بھی قائم کی تھی جس میں ہزاروں دستیاب و نایاب دینی
کا ایک بیش قیمت ذخیرہ مہیا کیا گیا تھا اور اس کے لئے
ملک شائع ہونے والی کتب بھی بصد اہتمام لائبریری کی
بنائی گئی تھیں جن سے اہل علم و تحقیق استفادہ کیلئے
ر جوق تشریف لاتے۔ حضرت مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ
ر حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خانقاہ سراجیہ،
سعدیہ اور سراجیہ لائبریری کی وسعت میں مزید کئی گنا
یا۔ یہ آپ ہی کی توجہات اور شبانہ روز محنت و جدوجہد
ہے کہ آج نہ صرف خانقاہ و مدرسہ وسعت پذیر ہیں بلکہ
میں بھی جدید عمارات، ادارے، کالونیاں وجود میں آ
ں۔ خانقاہ سراجیہ کی 90 برس قبل تعمیر شدہ مسجد، خانقاہ
ے اور مدرسہ سعدیہ کی قدیم و جدید عمارت اپنے حسن
ں کے ساتھ قائم و دائم ہیں اور حضرت خواجہ خان محمد
رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سرپرستی و زیر تربیت ان کے صاحبزادگان و
مخلصین اس کا نظم و نسق شاندار انداز میں چلاتے رہے اور
ں چلا رہے ہیں۔

## ...ظ ختم نبوت کے محاذ پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات

خانقاہ سراجیہ کے بانی مرشد العماء والصلحاء حضرت
احمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات کا دائرۂ کار صرف
کے اصلاحی نظام تربیت و تزکیہ تک ہی محدود نہ تھا بلکہ وہ ان
ینی تحریکات کے کے سرپرست مؤید و معاون بھی تھے جو
عنوانوں سے برپا ہو رہی تھیں، تحریک جدوجہد آزادی ہو یا
ں خلافت ہو یا پھر تحریک ختم نبوت، حضرت مولانا احمد خاں
ب رحمۃ اللہ علیہ ان تحریکات میں دامے درمے سخے شریک
۔ بالخصوص تحریک تحفظ ختم نبوت میں آپ کا کردار انتہائی
ر سرپرست کا رہا۔ 29 دسمبر 1929ء میں تحریک
ں کے چند اہم ارکان نے برصغیر کے سیاسی حالات کی
کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک نئی تحریکی قوت بنانے پر
کیا تھا۔ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری
مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مولانا داؤد غزنوی،
ظفر علی خان، مولانا مظہر علی اظہر، مفکر احرار چودھری
ق، شیخ حسام الدین اور غازی عبدالرحمٰن امرتسری
دیگر چند علماء حضرات نے مشاورت سے "مجلس احرار
" کی بنیاد رکھی اور حضرت امیر شریعت سید عطاء شاہ بخاری
س جماعت کے پہلے امیر مقرر کر دیئے گئے۔

قیام جماعت کے بنیادی اہداف بڑے واضح تھے۔
ہندوستان میں فرنگی سامراج اور اس کے زرخرید ٹاؤٹوں
ف رائے عامہ کا شعور بیدار کرنا، فرنگی اقتدار کے خاتمہ اور
ان کی آزادی کیلئے جدوجہد کرنا۔ دوم: فرنگی کے خودکاشتہ
مرزا غلام قادیانی کے دعویٰ نبوت کے بارہ میں مسلمانوں کو
رنا اور مرزائیت کے ابطال کیلئے جامع کوشش کر کے

مسلمانان برصغیر کو اس فتنۂ ارتداد سے بچانا، حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی بھر کی جدوجہد اور مجلس احرار اسلام کے زعماء و کارکنوں کی تمام تر قربانیوں کا حاصل بنیادی طور پر یہی دو مقاصد قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ بالخصوص قیام پاکستان کے بعد تو فتنۂ

ابن تیمیہ ہند حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ — حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ — حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

مرزائیت کا تعاقب مجلس احرار اسلام کا اولین مقصد بن گیا۔ 1953ء میں برپا ہونے والی عظیم الشان "تحریک تحفظ ختم نبوت" کا سہرا حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مجلس احرار اسلام کے سر ہے۔ یہی وہ تاریخ ساز تحریک تھی جس نے بعد ازاں مرزائیوں کی غیر مسلم حیثیت کو قانونی شکل میں ثبت کیا۔ شہیدان ختم نبوت کا مقدس خون رنگ لایا اور 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی پارلیمان نے مرزائیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں 10 ہزار فداکاران رسول ﷺ نے اپنے آقا و مولا سرکار دو عالم ﷺ کی عفت و عصمت اور منصب ختم نبوت کا تحفظ کرتے ہوئے اپنی قیمتی

حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ — حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

جانیں نچھاور کر دی تھیں۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے جب مجلس احرار اسلام کا شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت قائم کیا تو بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابوسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس احرار اسلام اور حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی نہ صرف بھرپور حمایت کی بلکہ اپنا مکمل عملی تعاون بھی پیش کر دیا اور تادم آخر یعنی اپنے سال وفات 1941ء تک اس کی ہمہ جہتی سرپرستی فرماتے رہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے جانشین حضرت مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے مرشد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور کردار ادا کیا اور خانقاہ سراجیہ کو اس عظیم تحریک میں ایک اہم مقام حاصل تھا۔ ملک بھر میں پھیلے ہوئے ہزاروں عقیدت مندوں کو حکماً تحریک میں شامل ہونے کیلئے کہا گیا۔ حتیٰ کہ اسی تحریک میں حضرت مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ خود بھی گرفتار ہوئے، خانقاہ سراجیہ کے تحریک ختم نبوت، مجلس احرار اسلام اور حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ اور خانوادۂ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ سے گہرے تعلق کا ایک الگ باب ہے جس کا مختصر تذکرہ آئندہ سطور میں ہوگا۔

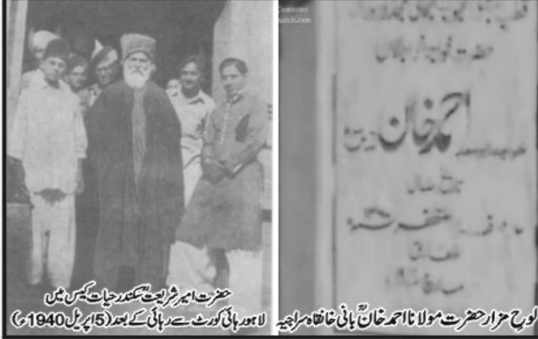
حضرت مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہ سراجیہ کی مسند ارشاد پر بیٹھ کر 55 برس پر محیط ایک طویل عرصہ تک بے مثال خدمات سرانجام دیں، دین اسلام کی تبلیغ اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے ہر ممکن کوشش کو بروئے کار لائے اور تمام جماعتوں سے وابستہ اکابر و اصاغر علماء کی اکثریت کو تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر یکجا کیئے رکھا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فقید المثال کارنامہ ناقابل فراموش ہے۔ 1974ء کی تحریک کے دوران 9 اپریل 1974ء کو حضرت علامہ انور شاہ صاحب قدس سرہٗ کے شاگرد رشید حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت اس شرط پر قبول فرمائی تھی کہ اگر حضرت مولانا خان محمد نائب امیر بنیں تو میں بھی امارت قبول کر لوں گا۔ چنانچہ 9 اپریل 1974ء کو ہی حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ اور حضرت مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ نائب امیر مقرر ہوئے تھے۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد 17 اکتوبر 1977ء کو حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا امیر منتخب کر لیا گیا اور پھر تادم آخر امارت کا منصب آپ کے نام ہی منسوب رہا۔ اپنے عہد امارت میں آپ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے سرگرم عمل رہے۔ پوری دنیا میں سفر کیے۔ 1984ء میں قادیانی سربراہ "مرزا طاہر" ملک سے فرار ہو کر اپنے حقیقی آقاؤں کے دیس "برطانیہ" جا بیٹھا تو حضرت مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے جماعت کے ذمہ داروں کو حکم فرمایا کہ قادیانیوں کا تعاقب برطانیہ جا کر بھی کیا جائے اور اس سے پہلے کہ وہ برطانیہ میں بسنے والے مسلمانوں کو فتنہ ارتداد میں مبتلا کر دیں، برطانوی مسلمانوں میں تحفظ ختم نبوت کی اہمیت اجاگر کی جائے اور قادیانیوں کے مکروہ عزائم سے انہیں ہر ممکن طریقہ سے باخبر کرنے کی کوشش کی جائے، چنانچہ آپ ہی کی زیر سرپرستی لندن میں ختم نبوت کا مرکز بنا کر تحریر و تقریر کے ذریعہ قادیانیوں کے باطل عقائد کی نقاب کشائی کی گئی اور ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو اس فتنہ خبیثہ کے شاطرانہ جال سے محفوظ و مامون بنایا گیا۔

حضرت مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی پیرانہ سالی کے باوجود

بھر میں تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے منعقد ہونے والے
ات، کانفرنسوں اور سیمیناروں میں شرکت فرماتے رہے۔
س پاکستانی علماء کی نئی پود کو اس مشن کیلئے حضرت نے
بستہ کیا اور انہیں امریکہ، برطانیہ، ہالینڈ، جرمنی، فرانس،
، جنوبی افریقہ، انڈونیشیا، ملائیشیا اور تمام خلیجی ریاستوں
فود کی صورت روانہ کر کے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اجاگر
نے اور مسلمانوں تک قادیانی گروہ بارے معلومات فراہم
نے کی پُرزور مہم بھی شروع کی جس کے نتائج انتہائی
ار اور ایمان افزا رہے۔ یہی وجہ تھی کہ خانقاہ سراجیہ اور
ت مولانا خواجہ خان محمد ؒ کو عالمی سطح پر مقبولیت
ل ہوئی، ان کا نام اور کام ہر جگہ قابل ستائش و قابل
م تسلیم کیے گئے۔

## حضرت امیر شریعت ؒ اور ان کے خانوادے سے تعلق

خانقاہ سراجیہ کے بانی حضرت مولانا احمد خاں صاحب
کا حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ سے
گہرا قلبی تعلق تھا۔ انہوں نے ہمیشہ مجلس احرار اور حضرت
شریعت کی نہ صرف حمایت کی بلکہ بھرپور انداز میں سرپرستی
فرمائی۔ ایسے بے شمار واقعات تاریخ کا حصہ ہیں جو دونوں
حضرات کے مابین گہرے قلبی تعلق کے ثبوت کے طور پر
کیے جاسکتے ہیں۔ حضرت شاہ جی پر قائم شدہ معروف زمانہ
ندر حیات کیس'' اس تعلق کی ان جہتوں سے متعارف کراتا
جو ہر کسی پر منکشف نہیں ہیں۔ 1939ء میں لالہ موسیٰ کے
قے میں کی گئی ایک حکومت مخالف پُرجوش تقریر کی پاداش میں
ت شاہ جی ؒ پر بغاوت پھیلانے کے الزام میں مقدمہ
ہوا، چنانچہ اسی مقدمہ کے تحت انہیں مظفر گڑھ سے گرفتار
کے جیل بھیج دیا گیا۔ فرنگی اور اس کی معنوی اولاد کو یقین
وہ اس بار اپنے اس ناقابل شکست دشمن کو عدالت سے
ئے موت دلوا کر ہی دم لیں گے لیکن ایک طرف اگر کفر
ں کے معاونین اپنی جگہ کمر بستہ تھے تو دوسری طرف
اللہ کو پروردگار عالم کے فضل و کرم، اس کی بے پناہ
پر بھروسہ اور اپنے صدق و یقین پر ایمان تھا کہ بول بالا
کار حق کا ہی ہوگا۔ حضرت مولانا احمد خاں صاحب ؒ
نوں شدید بیمار تھے کہ شاہ جی کو سزا دلوائے جانے کے
بہ کی اطلاع حضرت تک پہنچ گئی، بہت بے چین ہوئے
طلاع لانے والے سے ارشاد فرمایا: ''شاہ جی سے کہنا میں
وں پھر ایک وظیفہ پڑھنے کو بتایا اور فرمایا کہ اگر صحت اچھی
تو میرے لئے یہ صرف ایک رات کا کام تھا لیکن اب میں
ں کے سبب مجبور ہوں، شاہ جی سے کہنا کہ اس وظیفہ کو تین
ں میں پڑھیں اور پھر ہوگا تماشا'' چنانچہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ
برگزیدہ بندے کا یقین محکم ثابت ہوا اور لاہور ہائی کورٹ
میں مقدمہ کی پیشی پر تماشا ہی ہوگیا اور سرکاری گواہ ''لدھا رام'' اللہ کے فضل و کرم اور بزرگوں کی دعاؤں سے سچ اُگلنے پر مجبور ہوگیا۔ فرنگی اور اس کے ذلّہ خواروں کو بھری عدالت میں سوائے

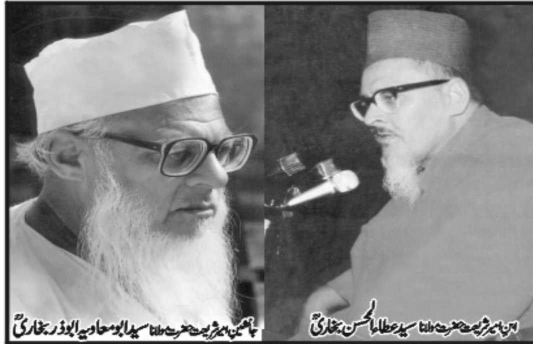


لوحِ مزار حضرت مولانا احمد خانؒ بانی خانقاہ سراجیہ

حضرت امیر شریعت سکندر حیات کیس میں لاہور ہائی کورٹ سے رہائی کے بعد (5 اپریل 1940ء)

ذلت و رسوائی کے کچھ ہاتھ نہ آیا اور حضرت امیر شریعت ؒ 5 اپریل 1940ء میں لاہور ہائی کورٹ سے باعزت بری کر دیئے گئے۔

حضرت مولانا احمد خاں صاحب ؒ کی وفات کے بعد خانقاہ سراجیہ کے مسند نشین حضرت مولانا عبداللہ ؒ اور ان کے بعد حضرت خواجہ خان محمد ؒ کا تعلق خاطر بھی یونہی برقرار رہا ہے۔ بالخصوص حضرت مولانا خواجہ خان محمد ؒ کا فرزندان امیر شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری ؒ، حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری ؒ، حضرت مولانا سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہ اور حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ سے تادم آخر بہت گہرا اور مضبوط تعلق قائم رہا۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری ؒ اور حضرت سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہ سے شفقت و محبت بھرے سلوک کے بے شمار واقعات ہیں جن میں سے چند ایک کا راقم بھی عینی شاہد ہے۔



ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ

جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ

ستمبر 1987ء میں عم محترم حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری ؒ برطانیہ میں مقیم چند قریبی جماعتی ساتھیوں کی دعوت پر برطانیہ تشریف لے گئے تھے اور ان کے ہمراہ مجلس احرار اسلام کے موجودہ مرکزی جنرل سیکرٹری جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور راقم بھی شریک سفر تھے۔ لندن پہنچ کر معلوم ہوا کہ ختم نبوت کانفرنس لندن کے ویمبلے ہال میں منعقد ہو رہی ہے۔ حضرت محسن شاہ جی کو بھی کانفرنس میں شرکت کی رسمی دعوت دی گئی تھی لیکن نامعلوم وجوہ کی بناء پر ان کا نام اشتہار میں شائع نہ ہو سکا۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد ؒ بھی ان دنوں وہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ عم محترم کو ٹیلی فون پر یاد فرمایا اور کانفرنس میں شرکت کیلئے اصرار فرمایا۔ راقم اس وقت قریب ہی بیٹھا تھا اور ان کے مابین ہونے والی گفتگو کم و بیش سن رہا تھا۔ عم محترم فرما رہے تھے کہ حضرت کانفرنس میں شرکت بن بلائے مہمان جیسی ہوگی مگر حضرت کا فرمانا تھا کہ آپ اسے میرا حکم سمجھیں آپ نہ صرف کانفرنس میں شریک ہوں گے بلکہ آپ کا خطاب بھی ہوگا۔ عم محترم نے حکم کی تعمیل کا وعدہ کیا چنانچہ اگلے روز ہم عرفان احمد چیمہ، عبداللطیف خالد چیمہ اور دیگر چند حضرات کے ہمراہ ''ویمبلے ہال'' پہنچے جہاں کانفرنس کا آغاز ہو چکا تھا اور متعدد مقرر حضرات خطاب فرما چکے تھے۔ جب ہال میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ سٹیج پر حضرات علماء کرام کی کہکشاں تشریف فرما تھی اور حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب ؒ سراپا انتظار تھے حضرت نے شفقت و اکرام کا معاملہ یوں فرمایا کہ اپنی نشست سے اٹھ کر محسن شاہ جی کا استقبال کرنے سٹیج کے کنارے تک تشریف لے آئے، بغل گیر ہوئے اور فرمایا: آپ نے شرکت کر کے میرا مان بڑھایا ہے، اللہ آپ کو جزائے خیر دے، کانفرنس میں محسن شاہ جی کی تقریر بھی بے مثال ہوئی تھی اور حضرت نے بھی اسے بے انتہا سراہا، پذیرائی کی اور کانفرنس سے اگلے روز ملاقات کیلئے حضرت صاحبزادہ مولانا محمد عابد صاحب ؒ اور چند خدام کے ہمراہ محسن شاہ جی ؒ سے ملاقات کیلئے تشریف لے آئے کم و بیش تین گھنٹے تک یہ بابرکت محفل سجی رہی۔ برادر محترم عبداللطیف خالد چیمہ صاحب سے خانقاہی نسبت کا تعلق بھی تھا اس لئے ان پر بھی خصوصی نوازشات تھیں، کئی اہم امور پر ان سے مشاورت ہوتی رہی، حضرت صاحبزادہ مولانا محمد عابد ؒ کا کہنا تھا کہ حضرت خواجہ خان محمد ؒ محسن شاہ جی ؒ کے کانفرنس میں شرکت اور تقریر کرنے پر انتہائی مسرور تھے جس کا برملا اظہار انہوں نے متعدد بار فرمایا: اسی طرح عم محترم حضرت سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہ سے بھی حضرت خواجہ خان محمد صاحب ؒ کا انتہائی لاڈ پیار اور ناز برداری کا تعلق تھا۔ عم محترم انہیں تقریبات میں مدعو کرتے یا ان سے مشاورت کرتے تو خصوصی توجہات سے نوازا جاتا۔ خانقاہ سراجیہ سے تعلق کی ایک اور مضبوط کڑی میرے برادر عزیز پروفیسر سید محمد ذوالکفل بخاری شہید ؒ تھے، وہ حضرت خواجہ صاحب سے بیعت تھے اپنے علمی ذوق اور مزاج کی متانت کی وجہ سے حضرت ؒ کی خصوصی عنایات انہیں حاصل تھیں وہ جب بھی مکہ مکرمہ سے پاکستان تشریف لاتے حضرت کے ہاں حاضری ضرور ہوتی اور دوسری جانب حضرت خواجہ صاحب ؒ کی محبتیں تھیں کہ ان پر نچھاور ہو جاتی تھیں۔ یہی کیفیات برادر محترم حافظ سید محمد کفیل شاہ صاحب کے ساتھ بھی تھیں۔ اکثر کانفرنسوں اور اہم جماعتی اجلاسوں میں



ابنِ امیر شریعت حضرت سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہ اور حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی ایک یادگار تصویر



ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ



پروفیسر سید محمد ذوالکفل بخاریؒ



مجلس احرار اسلام کے مرکزی جنرل سیکرٹری عبداللطیف خالد چیمہ
جانشین خانقاہ سراجیہ صاحبزادہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سے تعزیت کرتے ہوئے

ت سے ملاقاتیں ہوتیں اور ان کی محبتیں، شفقتیں اور دعائیں
ں ہوتیں۔ راقم کا سلسلۂ بیعت حضرت سید نفیس الحسینی ؒ
لیکن حضرت خواجہ صاحب ؒ کی خدمت میں جب بھی
ی ہوئی انتہائی مہربانی اور شفقت کا سلوک فرمایا۔ راقم کی
میں ایک اہم واقعہ 1996ء میں پیش آیا تھا۔ اکتوبر
1ء میں والدِ گرامی حضرت سید ابوذر بخاری ؒ کا انتقال
حضرت بھی تعزیت کیلئے تشریف لائے اور بے شمار دعاؤں
توں سے نوازا، حوصلہ افزائی کی۔ رحیم یار خان میں میرے
ید ابوذر بخاری ؒ کے قریبی ساتھی اور دارالعلوم فاروقیہ
م جناب حافظ محمد اکبر اعوان صاحب نے حضرت والد
ب کی یاد میں اپریل 1996ء میں ایک جلسہ منعقد کیا تھا
ں صدارت حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب ؒ نے
ھی جبکہ حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی بھی
ں جلسہ تھے اور راقم بھی حاضر خدمت تھا۔ حضرت خواجہ خان
حب ؒ نے منتظم جلسہ حافظ محمد اکبر اعوان صاحب سے
''اس موقع پر محمد معاویہ کی دستار بندی بھی کرادو'' چنانچہ
ت کے حسب الحکم فوری طور پر دستار مہیا کر دی گئی اور پھر
م فرمایا کہ اپنے والد کی یاد تازہ کرتے ہوئے کچھ بیان کرو،
کیا کہ حضرت مجھے تو تقریر کرنا نہیں آتی جس پر اپنے مخصوص
ں لہجے میں فرمایا (بھئی تقریر کریسوتاں آ ویسی) بھئی تقریر
گے تو آجائے گی۔ یہ میری زندگی کی پہلی اور آخری گفتگو تھی
رت کے حکم پر اور ان کی موجودگی میں ایک بڑے اجتماع
ں گئی تھی، مجھے قطعاً یاد نہیں کہ میں نے اس روز کیا کہا تھا لیکن
ور یاد ہے کہ حضرت نے گلے لگایا اور پھر بسم اللہ پڑھ کر مجھ
ر کے سر پر اپنے دست مبارک سے دستار باندھ دی تھی۔

حضرت خواجہ خان محمد صاحب ؒ آج ہم میں موجود
ہیں مگر ان کی پاکیزہ شخصیت کا تأثر، ان کے اعلیٰ افکار کی
اور ان کے بے مثال کردار کی قوت اور ان کے اخلاق
انہ کی پُر بہار یادیں ہمارا اثاثہ ہیں، ہمارے لئے مشعل راہ
رادِ سفر ہیں، ایک بے مثال اور خاموش جدوجہد کا عملی نمونہ
م اہل غم، کشتگانِ فراقِ حبیب، حرماں نصیب تعزیت
وں کیلئے حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب ؒ کی
ت جادۂ مستقیم پر بہر حال گامزن رہنے کا زندہ استعارہ ہے
ں انہی کی وراثت کے امین بن کر تاج و تخت ختم نبوت کے
ور عزت وعظمت وحرمتِ ازواج واصحاب رسول علیہ
کی نگہبانی کا فریضہ پوری جانفشانی سے سرانجام دینا ہوگا۔
ت مولانا خواجہ خان محمد صاحب ؒ کے انتقال کے بعد
سراجیہ کی مسند اور حضرت خواجہ صاحب کی جانشینی کیلئے
ں نے حضرت کے فرزند ارجمند صاحبزادہ ''مولانا خلیل
حب'' کو منتخب کیا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہ میں دعاء
وہ صاحبزادہ صاحب کی زندگی میں برکت عطاء فرمائے،
اپنے عظیم والد کے علم وعمل اور خانقاہ سراجیہ کی روشن
ت کا صحیح وارث وامین بنادے۔ آمین

